International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

قوموں کے عروج وزوال کے اسباب اور محرکات: اسلام کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Causes of the Deterioration And Escalation Of Nations: An Analytical Study in the Light of Islam

1. Hafsah Ayaz Qureshi,
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi, Punjab, Pakistan
Email: Hafsa_ayyaz@fjwu.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-5845-7391

2. Amirah Sami,
Lecturer,
International Islamic University, Islamabad, Pakistan
Email: amirasami44@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-8994-5139

To cite this article: Hafsah Ayaz Qureshi and Amirah Sami. 2022. "قوموں کے عروج وزوال کے اسباب اور محرکات :اسلام کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ: Causes of the Deterioration And Escalation Of Nations: An Analytical Study in the Light of Islam". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 97-110.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 97-110
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-8/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u08
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	01 January 2022
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

The study of the Qur'ān, Sunnah and History reveals that nature holds the same conditions for the rising and fall of nations. The reasons or causes of downfall and rise which were applicable for Jews and Christians are endorsed for Ummah of Muhammad (S.A.W). The same principles are followed for believers and non-believers. The rules of the Qur'ān are till the Day of Judgment. In the present era, Muslims are in the worst condition; at the national and international levels. The collapse of Baghdad and the Ottoman Empire, Muslim's condition in Palestine and Kashmir, the genocide of Muslims in Bosnia, Kosovo, Serbia, Burma or Afghanistan, Iraq and Syria, all show decline of Muslims. Muslims are not in power and authority. Muslim riots arose in India and Libya. Muslims are tested and tried. This article

found the reasons for nations' downfall and also brought forward the causes of the rising of nations. No doubt that many moral, social, economic, political, demographic, and historical factors are responsible for the decline of nations. This article analytically studies reasons for the deterioration and escalation of nations which are mentioned in Qur'ān, Sunnah and History and established a cause-and-effect relationship between the various historical events to propose a remedy for the malaise of Nation.

Keywords: Rise of Nation, Decline of Nation, Quran, Sunnah, History

1. تمہید

عروج وزوال اس دنیا کا قانون ہے۔ ہر چیز عروج چاہتی ہے مگر تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہر عروج کو زوال آنا ہے۔ دنیا میں بعض قومیں پستی کی حالت سے اٹھتی ہیں۔ حکمران بنتی ہیں۔ دنیا پر چھا جاتی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ دنیا میں ان کا غلبہ مزید پھیلتا جائے یا کم از کم موجودہ حالت سے پیچھے نہ جائے۔ لیکن اس کے باوجود وہ گرنا شروع ہو جاتی ہے اور تحت الثری میں پہنچ جاتی ہے۔یہاں تک کہ اسکا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے، جس کا گواہ انسان کا وجود خود ہے۔ انسان پیدا ہوتا ہے، عروج کی منازل چڑھتا ہے اور بڑھاپے میں پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔

"اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ..."[1]

"اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی حالت میں بنایا۔ ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی۔ پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا۔۔۔"

کیا ایسا بلاوجہ ہوتا ہے یا قوموں کے عروج وزوال کے کچھ قوانین ہوتے ہیں۔ قرآن کریم اور تاریخ انسانی دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ ایسا بلاوجہ نہیں ہوتا۔ قوموں کے عروج وزوال کے باقاعدہ آفاقی قوانین ہوتے ہیں جنکے مطابق قوموں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے؛

"وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ"[2]

"اور آپکا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور انکے رہنے والے (اپنے اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے ہوں"

دنیا میں انسان کسی بھی کام کے ہونے کا سبب تلاش کرتا ہے تاکہ نقصانات سے بچ جائے۔ ایک شاندار عمارت جب گرتی ہے تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ بلاوجہ گری بلکہ ہم اسباب معلوم کرتے ہیں کہ آیا بنیادیں گہری نہیں کھودی گئی یا اسکا مواد ناقص تھا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح جب کسی انسان کی صحت گرتی ہے تو اسکے اسباب معلوم کرتے ہیں بالکل اسی طرح جب قوم بلندی سے گرتی ہے، پستی اور زوال تک پہنچتی ہیں تو بلاوجہ نہیں گرتی، بے شک، زوال کے پس منظر میں اسباب کارفرما ہوتے ہیں۔

---

[1] Al Qur'ān, Ar-Rūm 30:54
[2] Al Qur'ān, Hūd 11:117

قرآن نے قوموں کے تذکرہ میں فلسفہ تاریخ کی طرف سے رہنمائی کی ہے اور تاریخی واقعات کے ذیل میں اجتماعی قوانین، اخلاق خصوصیات اور عقائد واعمال کے خواص ونتائج وغیرہ بیان کیے ہیں۔ان سے یہ بھی حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ دنیا کا نظام مقررہ قوانین کے ماتحت ہے۔ محض اتفاق کی بناء پر کسی شے کے ہونے کی قطعاً گنجائش نہیں۔[3]

2. قرآن، سنت اور تاریخ انسانی کی روسے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب

قرآن، سنت اور تاریخ انسانی کی روسے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب درج ذیل ہیں:-

2.1 جدید جنگی سازوسامان

قرآن کریم بتاتا ہے کہ وہی قومیں ترقی، غلبہ اور عروج پاتی ہیں جنکے پاس جدید اسلحہ اور ہتھیار اتنا ہو کہ اسے دیکھ کر دشمن پر رعب طاری ہو۔

"وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ اللّهُ يَعْلَمُهُمْ ..."[4]

"اور ان کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے قوت (ہتھیار) سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اسکے ذریعے سے تم اپنا رعب جمائے رکھو ان پر جو کفر کی وجہ سے اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں ا ور ان کے علاوہ پر بھی جن کو تم (بالیقین) نہیں جانتے انکو اللہ ہی جانتا ہے۔۔۔"

اور ایسی حالت میں لڑائی کا نتیجہ شکست کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "تیار کرو کافروں کے لیے قوت کو، قوت سے مراد تیر اندازی ہے، قوت سے مراد تیر اندازی ہے، قوت سے مراد تیر اندازی ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے؛

"وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ "[5]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دشمن سے جہاد کے لیے طاقت شرط ہے اور سب سے اہم تیر اندازی یا دور سے وار کرنے والا کوئی بھی ہتھیار ہے اور قوت تیار کرنا جہاد سے قبل ضروری ہے اِلا یہ کہ دشمن ہماری زمین پر دھاوا بول دے۔

تاریخ میں ایسی قوموں کی مثالیں موجود ہیں جنگی قوت وسلطنت چھن جانے کے بعد جب مادی ارتقاء کا سلسلہ ختم ہوا تو انکا علم، تہذیب وتمدن وغیرہ سب رخصت ہو گئے اور بالآخر وہ قومیں بھی ختم ہو گئیں۔ اوپر بیان کردہ آیت میں قوت وطاقت کے سامان سے ہر وقت لیس رہنے کا حکم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا کوئی دور ایسا نہیں جس میں مادیت کے بغیر کام چل سکے۔ لفظ (مِّن قُوَّةٍ) کی عمومیت سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں مادی ارتقاء ہوتا رہنا ضروری ہے اور اس ارتقاء کا ساتھ دیے بغیر کوئی قوم اپنے آپکو باقی نہیں رکھ سکتی۔[6]

---

[3] Ameen, Muḥammad Taqi, Urooj-o-zawal ka Illahi Nizam, Maki Dar-ul-Kutub, Lahore, n.d, 66
[4] Al Qur'ān, Al-Anfal 8:60
[5] Imam Muslim, Saḥiḥ Muslim, Amoor-e-Haqoomat ka Bayan, 4946
[6] Urooj-o-zawal ka Illahi nazam, 81

2.2. وحدت اجتماعیہ

عروج وزوال کے سلسلے میں اتحاد وافتراق بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اتحاد سے قوت حاصل ہو جاتی ہے اور افتراق سے کمزوری اور ضعف پیدا ہوتا ہے۔ نظریہ حیات سے وابستہ افراد اگر متحد ہو جائیں تو انکی فکر و نظر اور علم و عمل ترقی اور عروج کے دروازے کھولتا ہے۔[7] اسلیئے قرآن مجید فرماتا ہے۔

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا" [8]

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالی کے سلسلے کو اس طور پر کہ (باہم سب) متفق (بھی) رہو اور (باہم) نااتفاقی مت کرو "

آج مسلمانوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ ہے۔ یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں تو دنیا کے گرد ایک دائرہ بنا سکیں۔ لیکن اتنی بڑی تعداد کے باوجود ہر جگہ ہم کمزور ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم بٹ گئے ہیں، لسانی، وطنی، نسلی اور مذہبی تعصبات نے ہم کو تقسیم کر رکھا ہے۔ اس نے ہمیں ضعیف بنایا ہے۔ در حقیقت مسلمان باہم جسم واحد کی طرح ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تری المؤمنین فی تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد، إذا اشتكى عضوا تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى"[9]

"مومنوں کی مثال ان کی دوستی اور اتحاد اور شفقت میں ایسی ہے جیسے ایک بدن کی (یعنی سب مؤمن مل کر ایک قالب کی طرح ہیں) بدن میں جب کوئی عضو درد کرتا ہے تو سارا بدن اس میں شریک ہو جاتا ہے، نیند نہیں آتی، بخار آجاتا ہے"۔

ہم مسلمانوں کا خدا ایک، رسول ایک، قبلہ ایک، کتاب ایک، نماز، روزہ، حج، زکاۃ کا طریقہ ایک۔ اسکے باوجود تفرقہ بازی نے ہمیں تقسیم کر رکھا ہے۔۔ وہ ہمیں تباہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ ہمارے دین کے 95 فیصد باتوں میں اتفاق ہے اور 5 فیصد میں کہیں اختلاف ہوگا۔ ہم نے اتحاد چھوڑ کر فروعی اختلافات کو اُچھالا اور امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا گیا۔ دوبارہ عزت وعروج اس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے کہ ہم تمام تعصبات، ضد اور حسد کو چھوڑ کر پھر ایک بنیں۔

قرآن مجید کے مطابق تفرقہ شرک ہے اور مسلمانوں کا تفرقہ بازی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ انتشار کی زندگی کو بقاء و قیام نہیں ہو سکتا۔ تفرقہ بازی ایسی آگ ہے جس کے دہکتے ہوئے شعلوں کے اوپر کبھی قومی زندگی نشو ونما نہیں پا سکتی۔[10]

"وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ" [11]

"اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچالیا اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ "

---

[7] Amin, Muḥammad, Magrib ka zawal aur Muslim Nishat Thaniyah k Roshan Imkanat, Dehli, 36.
[8] Al Qur'ān, Al-Imran 3:103
[9] Imam Bukhari, Saḥiḥ Bukhari, Ikhlaq k baray me, 6011
[10] Azad, Abul Kalam, Quran ka Qanoon: Urooj- o-Zawal k fitri asool, Maktabah Jamal, Lahore, 2007, 29-30
[11] Al Qur'ān, Al Imran 3:103

برصغیر میں انگریزوں نے مسلمانوں کی طرف سے کسی بھی مزاحمت کو روکنے کی غرض سے انکو مختلف فرقوں، ذاتوں اور قوموں میں تقسیم کر دیا تاکہ مسلمان کبھی بھی مستحکم نہ ہوں اور زوال پذیر رہیں۔[12]

2.3. بقائے نفع کا قانون

اس سلسلے میں قرآن نے ذکر کرتا ہے کہ دنیا میں وہی قومیں باقی بچی رہتی ہیں جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ پانی دریاوں سے آتا ہے تو اسکے اوپر جھاگ ہوتی ہے اور زیورات بناتے وقت سونے چاندی کو جب تپایا جاتا ہے تو اسکے اوپر بھی جھاگ پیدا ہوتی ہے لیکن جھاگ اڑ جاتی ہے اور پانی، سونا و چاندی باقی رہتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نفع رساں ہیں۔ اور بے کار چیز، جھاگ غائب ہوگئی۔ ارشاد باری تعالی ہے؛

"أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ"[13]

"اللہ تعالی نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے (بھر کر) اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے۔ پھر وہ سیلاب خس وخاشاک کو بہالایا جو اس (پانی کے اوپر آ رہا) ہے۔ اور جن چیزوں کو آگ کے اندر زیور یا اسباب بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی میل کچیل (اوپر آجاتا) ہے۔ اللہ تعالی حق (یعنی ایمان وغیرہ) اور باطل (یعنی کفر وغیرہ) کی اس طرح کی مثال بیان کر رہا ہے سو جو میل کچیل تھا وہ تو پھینک دیا جاتا ہے۔ اور جو چیز لوگوں کے کارآمد ہے وہ دنیا میں رفع رسانی کے ساتھ رہتی ہے۔۔۔"

قرآن عروج وزوال کے بارے میں ایک مستقل قانون ذکر کرتا ہے۔

"وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ"[14]

"اور جو چیز لوگوں کے کارآمد ہے وہ دنیا میں رفع رسانی کے ساتھ رہتی ہے"

اگر ہم عزت و سرفرازی کی زندگی چاہتے ہیں تو ہمیں کام کرنا ہے۔ فعال اور متحرک بنناہے تاکہ ہمارے کھیت خوب غلہ پیدا کریں، کارخانوں میں کثیر تعداد میں معیاری چیزیں بن جائیں اور ہم دوسروں کو دینے والے اور نفع پہنچانے والے بنیں، لینے والے نہ بنیں۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

حدیث نبوی ہے؛ "اليد العليا خير من اليد السفلي، واليد العليا المنفقة، والسفلى السائلة"[15]

"اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔"

اللہ کا ضابطہ یہ ہے کہ جس قوم کے افراد دوسروں کے لیے نفع بخش اور سودمند نہ ہوں تو وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے اور جس قوم کے افراد اپنے لیے نہیں دوسروں کے لیے جیتے ہیں۔ ان کی کوششیں اپنی ذات کی حد تک محدود نہیں ہوتیں۔ وہ دوسروں کی بہتری اور بھلائی

---

[12] Maududi, Abul-Alla', Banao-o-baghar, Islamic Research Academy, Karachi,n.d, 12-13
[13] Al Qur'ān, Ar-Ra'd 13:17
[14] Al-Quran, Ar-Ra'd 13: 17
[15] Imam Muslim, Saḥiḥ Muslim, Zakat k Ahkam-o-Masail, 2385

کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ قوم زندہ رہتی ہے اور عروج کی منزلیں طے کرتی ہے۔[16] اور افراد قوم اپنے ذاتی مفاد کو پیچھے چھوڑ کر دوسرے کے لیے ہر قسم کے جانی اور مالی قربانی دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔[17]

2.4. طبقاتی تفاوت

جب کسی قوم میں طبقاتی تفاوت بڑھ جاتا ہے، کچھ لوگ زیادہ وسائل پر قبضہ جما لیتے ہیں اور کچھ لوگ مالی لحاظ سے محروم رہ جاتے ہیں تو ایسی قوم پر زوال آجاتا ہے۔

"وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا "[18]

"اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اسکے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر جب وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں "

اس حالت میں اُمراء عیش و عشرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ اپنے مال میں مزید اضافہ کرنے اور خود اس سے فائدہ حاصل کرنے کے سوا کچھ نہیں سوچتے۔ محروم لوگوں کی کوئی فکر نہیں کرتے، انکی ضرویات پوری نہیں کرتے، تعلیمی ادارے، ہسپتال وغیرہ فلاحی ادارے نہیں بناتے بلکہ محروم طبقات کو پست سمجھتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر غریب بھی امیر سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ پوری قوم ڈوب جاتی ہے۔[19]

اسلام کے نظام عدل و انصاف میں کسی قوم، قبیلہ اور رنگ و نسل کو استثنیٰ حاصل نہیں ہے۔ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی تھی۔ قریش نے اپنی مجلس میں سوچا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس عورت کی سفارش کے لیے کون جا سکتا ہے؟ کوئی اس کی جرات نہیں کر سکا، آخر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

"إن بني إسرائيل كان إذا سرق فيهم الشريف تركوه وإذا سرق فيهم الضعيف قطعوه، لو كانت فاطمة لقطعت يدها"[20]

"بنی اسرائیل میں یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے۔ اگر آج فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔"

خطبۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور فرمایا:"یا ایھا الناس! إن ربكم واحد وإن اباكم واحد، الا لا فضل لعربي على عجمي ولا عجمي على عربي ولا احمر على اسود ولا اسود على احمر إلا بالتقوى (إن اكرمكم عند الله اتقاكم)"[21]

---

[16] Chisti, Habib Ullah, Ummat-e-Muslimah ka urooj-o-zawal(Asbab- wajuhat, Tadrak), Zia-ul-Quran Publications, 210-211
[17] Magrib ka zawal aur Muslim Nishat Thaniya k roshan Amkanat, 37 and 43.
[18] Al-Qur'ān, Al-Isra 17:16
[19] Nadvi, Abul Hasan, Insani dunya par Muslimano k Urooj-o-zawal ka Athar, Majlis Nasharyat-e-Islam , Karachi,n.d, 72-75
[20] Al-Bukhari, Saḥiḥ Bukhari, Nabi (S.A.W) k ashab ki fasilat, 3733
[21] Imam Ahmad, Musnad Ahmad, 23536

لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، آگاہ ہو جاؤ ! کسی عربی کو کسی عجمی پر ، کسی عجمی کو کسی عربی پر ، کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت وبرتری حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

جس معاشرے میں طبقاتی تفاوت ہو اس معاشرے میں کبھی سکون و اطمینان نہیں ہو سکتا۔ اس پر ہمیشہ ظلم و ستم، لوٹ کھسوٹ اور استعمار و استبداد کی حکمرانی ہو گی ۔ ایسے معاشرے میں آزادیاں سلب ہوں گی ۔ خونین جنگیں عموماً ایسے ہی معاشروں سے اٹھی ہیں اور ایسے معاشرے سے پریشانیاں کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔

2.5. جذبات پرستی / اخلاقی و معاشرتی بگاڑ

جب کسی قوم کا زوال قریب آجاتا ہے تو قوم کے افراد میں تملیکی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر فرد زیادہ سے زیادہ کمانے کی فکر میں لگ جاتا ہے اور دوسرے کا خیال نہیں ہوتا۔ ادارے بنتے ہیں لیکن تملیکی جذبات کے غلبے اور نمائش پسندی کی وجہ سے کوئی ادارہ بھی اپنا مقصد پورا نہیں کر پاتا۔ ایسا حال جب کسی قوم کا ہو جائے تو جان لو، تباہی قریب آ گئی ہے۔ اس حال میں لوگ شاندار گھر بناتے ہیں ۔ اندر اور باہر سے اسے خوبصورت بناتے ہیں، نمائش کی جاتی ہے، مہمانوں کی بڑی خاطر تواضع ہوتی ہے لیکن گھر اور خاندان کا اصل مقصد پورا نہیں ہوتا۔ زوجین ایک دوسرے کے وفادار نہیں ہوتے، ہر وقت کے جھگڑوں سے گھر کا ماحول تاریک ہوتا ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے والدین کے پاس وقت نہیں ہوتا اور بچے والدین کی فرماں برداری نہیں کرتے۔

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جو قومیں اخلاق و کردار میں بلند ہوتی ہیں وہ ہی عروج حاصل کرتی ہیں اور جس قوم کا اخلاق بگڑ جاتا ہے وہ زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔ قومیں اس وقت تک زندہ رہتی ہیں جبتک ان میں اخلاق موجود ہوں۔ اگر ان کے اخلاق ختم ہو جائیں تو گویا وہ خود ختم ہو گئیں۔[22]

مسلم مورخین میں علامہ ابن خلدون اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قابل ذکر ہیں جنہوں نے "مقدمہ" اور "حجۃ اللہ البالغہ" میں ملک وملت اور تہذیب و تمدن کی ہلاکت وتباہی کی منظر کشی کی ہے۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ: "جب شہری لوگوں کو دولت و ثروت مل جاتی ہے تو وہ فطرت ان کو تمدنی ساز وسامان کی طرف مائل کر دیتی ہے، اس لیے ان کے کھانے پینے، رہنے سہنے اور اوڑھنے کی تمام چیزوں میں رنگینی اور عجوبگی پیدا ہو جاتی ہے، اور جب رنگین مزاجی انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے تو انسان شہوانی خواہشوں کا غلام ہو کر دین و دنیا دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ قوموں کی ترقی نہ مادی طاقت کی فراوانی سے ہوتی ہے اور نہ صرف عقل و دماغ کی ترقی سے، بلکہ اس کے لیے قومی عصبیت واخلاق کی ضرورت ہے۔"[23]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسی مسئلے کی وضاحت اس طرح کی ہے: "جب فارسیوں اور رومیوں کو حکومت کرتے صدیاں گزر گئیں اور دنیاوی تعیش کو انہوں نے اپنی زندگی بنالیا اور آخرت کو بھلا دیا تو ان کی تمام زندگی کا حاصل یہ بن گیا کہ وہ عیش پسندی کے اسباب میں منہمک

---

[22] www.urdunews.com/node/217866/%20روشنی/معاشروں-کی-تباہی-،-تاریخ-کے-تناظر-میں

[23] Ibn-e-Khuldun, Muqadma Ibn-e-Khuldun, Translated by Maulana Ragib Rahmani, Nafeez Academy, Karachi, n.d, 255

ہوگئے اور ان کا ہر شخص سرمایہ داری اور مال پر فخر کرنے اور اِترانے لگا۔ خلاصہ یہ کہ ظلم وبد اخلاقی کی انتہا ہوگئی۔ آخر جب اس مصیبت نے ایک بھیانک شکل اختیار کرلی اور مرض ناقابلِ علاج حد تک پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھا۔ اس مہلک مرض کے علاج اور فاسد مادہ کو جڑ سے اکھاڑنے اور قلع قمع کرنے کے لیے اس نے ایک نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ وہ آیا اور اس نے روم وفارس کی ان تمام رسوم کو فنا کر دیا اور عجم وروم کے رسم ورواج کے خلاف صحیح اصولوں پر ایک نئے نظام کی بنیاد ڈالی۔[24]

تعلیمی ادارے تو بنتے ہیں، بڑی بڑی عمارتیں ہوتی ہیں، بڑے بڑے تجربہ گاہ ہوتے ہیں، اساتذہ کے پاس بڑی بڑی ڈگریاں ہوتی ہیں لیکن تعلیم کا کام نہیں ہوتا۔ اساتذہ اخلاص سے پڑھاتے نہیں اور طلباء کچھ حاصل نہیں کرتے؛ نہ تعلیم اور نہ تربیت واخلاق۔

عدالتوں کی ظاہری شان تو بڑی ہوتی ہے لیکن وہاں سے انصاف نہیں ملتا اور اگر ملتا بھی ہے تو بڑی تاخیر سے۔ ہسپتال میں بلڈنگ اور سازوسامان اور ڈگریوں کی تو بہتات ہوتی ہے لیکن غریب کو علاج کی سہولت حاصل نہیں ہوتی۔ بعض بے عمل علماء بظاہر دین کا کام کرتے نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ریاکار ہوتے ہیں۔ ان کے دل بغض اور حسد سے بھرے ہوتے ہیں۔ انتہائی تنگ نظری ان میں آجاتی ہے۔ انتہائی لالچی اور حریص بن جاتے ہیں۔ تعمیر کی بجائے تخریب کرتے ہیں، صرف اپنی بڑائی انکے مدنظر ہوتی ہے۔ اگر کسی قوم کے ایسے حالات ہوجائیں تو جان لو کہ اسکے دن گنے جاچکے ہیں۔[25]

2.6. آخرت سے دوری

اُمت مسلمہ کے زوال اور خرابی کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ وہ آخرت کو پس پشت ڈال کر صرف دُنیا کی زندگی اور اس کی لذتوں اور راحتوں پر قانع ہوگئی ہے۔ اس نے دنیا کے عارضی اور قلیل منافع کو اللہ اور اس کے دین کی محبت پر ترجیح دے رکھی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے؛

"أَرَضِيتُم بِالْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلاَّ قَلِيل"[26]

"کیا تم نے آخرت کے عوض دیناوی زندگی پر قناعت کرلی سو دیناوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں آخرت کے مقابلے میں بہت قلیل ہے۔"

دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"و کانت الدنیا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقی کافرا منها شربة ماء"[27]

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی وقعت اگر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا"

مولانا مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں؛"دین کے معاملے میں ہر کوتاہی، سستی اور غفلت اور تمام گناہوں وجرائم کا اصلی سبب ہی دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت ہے۔"[28]

داعیٔ قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید نوراللہ مرقدہ نے اپنے آخری درس قرآن کریم میں مسلمانوں کے زوال کو عروج میں بدلنے کے ضمن میں ارشاد فرمایا؛" اگر کوئی شخص زوالِ امت کا علاج دریافت کرے اور وہ کہے کہ ایک ہی جملے میں امت کے زوال کا علاج

---

[24] Shah Walli Ullah, Hujjat-ul-Baligha, Translated by Abdul Haq Haqani, Fareed Book stall, Lahore, 197-198
[25] Banao-o-Baghar, 16-17
[26] Al Qur'ān, At-Tauba 9:38
[27] At-Tirmizi, Sunan Tirmizi, Az-Zuhud, 2320
[28] Shafi, Muhammad, Maarif-ul-Quran, Idarah-e-e MArifa, Karachi, 4/378

بیان کیا جائے تو میں یہ کہوں گا کہ امت کے زوال کا علاج یہ ہے کہ قرآنی معارف بیان کرنے والے مرشدین اور صادقین پیدا کیے جائیں۔ یوں اس امت کے زوال کو عروج میں بدلا جا سکتا ہے۔"[29]

2.7. اخلاقی قدروں کا زوال

قوم کو بنانے اور بڑھانے کے لیے علوم و معارف کی نسبت اخلاق عالیہ کا ہونا زیادہ ضروری ہے۔ قوم کے عروج و زوال میں حیاداری اور بے حیائی و عیاشی کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ جب قوم کے جوانوں کی حیا رخصت ہو جاتی ہے، وہ عیش میں پڑتے ہیں، قومیں عیش و عشرت میں ڈوب جاتی ہیں تو اس قوم کو گرہن لگ جاتا ہے۔ دنیا کے سٹیج سے ایسی قومیں ناپید ہو جاتی ہیں۔ انسان کی پوری تاریخ اس پر گواہ ہے۔[30]

اس میں شک نہیں کہ قوم جب خشیت الٰہی سے بے نیاز ہوتی ہے تو خالق و مخلوق کے ساتھ بدعہدی اور فسق و فجور میں بھی بہت آگے نکل جاتی ہے ۔ قرآن مجید نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیا ہے کہ اسکے زوال کا بنیادی سبب تجارتی بے ایمانی اور بدیانتی تھی۔ گاہک کو بتائے بغیر عیب دار اشیاء فروخت کرنا، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، یہ سب تجارتی بدیانتی میں شامل ہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے؛

"وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ"[31]

"اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو اُنہوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم صرف اللہ تعالی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود بننے کے قابل نہیں۔ اور تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کر تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا خوف کا جو انواع مصائب کا جامع ہو گا"

دوسری جگہ ارشاد ہے؛

"وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا"[32]

" اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اسکے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر جب وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں "

قومیں اس وقت تک ہی قائم رہتی ہیں جبتک اخلاق کے دائرے میں رہیں۔ اخلاق ختم ہو جائیں تو گویا وہ خود ختم ہو گئیں۔[33]

2.8. تحقیقات اور علوم وفنون

فطرت کا اصول ہے کہ نظام زندگی چاہے فردکی ہو یا ادارے کی اسکو برقرار رکھنے کے لیے تازہ خون شامل کیا جانا ضروری ہے۔ اسی طرح پرانے افکار میں توانائی پیدا کرنے کے لیے نئے خیالات و افکار کے تحت علوم کو ترقی دیا جانا ضروری ہے۔

---

[29] Naumani, Yareed Ahmad, Zawal ka elaaj, *Al-Haq*(June 2012), Jamiya Dar-ul-Uloom Haqaniyyah, Nawshera, 48-60
[30] Nadvi, Insani Dunya p muslimanu k urooj o zawal ka athar, 299
[31] Al Qur'ān, Hud 11:84-85
[32] Al Qur'ān Al-Isra 17:16
[33] Shakeeb, Arsalan, Asbab Zawal-e-ummat, translated by Dr. Ahsan Sami Haqi, Dawah Academy, Islamabad, 2012,n.d,42

ڈاکٹر آغا افتخار اپنی کتاب میں سلطنت روما کے زوال کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ رومی حصول علم کی بجائے مارشل آرٹس، آرٹس، شاعری، موسیقی، فن تعمیر اور کھیلوں میں مشغول ہو چکے تھے۔ تدریس جسکو یونانی ایک قابل احترام پیشہ سمجھتے تھے اسکو رومیوں کے نزدیک کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ تعلیم کا کام غلاموں کے لیے چھوڑ دیا جاتا۔[34]

مولانا مودودی کے نزدیک تحقیقات کرنا، علوم و فنون کو جمع کرنا، معلومات فراہم کرنا اور ان کو مرتب کر کے ایک تہذیب بنانا غالب قوم کی پہچان ہوتی ہے۔ وہ صرف سیاست اور فوج کی بدولت کسی قوم پر غالب نہیں آتی بلکہ اپنی پوری تہذیب کو مغلوب قوم پر غالب کر دیتی ہے۔ مولانا مودودی کا کہنا ہے کہ ذہنی غلبہ و استیلاء کی بنا در اصل فکری اجتہاد اور علمی تحقیق پر ہوتی ہے جو قوم اس راہ میں پیش قدمی کرتی ہے وہی دنیا کی رہنما اور قوموں کی امام بن جاتی ہے اور اسی کے افکار دنیا میں چھا جاتے ہیں اور جو قوم اس راہ میں پیچھے رہ جاتی ہے اسے مقلد اور متبع بن کے رہنا پڑتا ہے ۔ مولانا اس فطری قانون کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جو قوموں کے عروج و زوال میں اہم رول ادا کرتا ہے اس تعلق سے وہ لکھتے ہیں کہ "یہ ایک فطری قانون ہے کہ جو قوم عقل و فکر سے کام لیتی اور تحقیق و تفتیش کی راہ میں پیش قدمی کرتی ہے اس کو ذہنی ترقی کے ساتھ ساتھ مادی ترقی بھی نصیب ہوتی ہے اور جو کوئی قوم تفکر و تدبر کے میدان میں مسابقت کرنا چھوڑ دیتی ہے وہ ذہنی انحطاط کے ساتھ مادی تنزل میں بھی مبتلا ہو جاتی ہے"۔[35]

دنیا میں وہ ہی قومیں عزت و وقار پاتی ہیں جو عصر حاضر کے علوم میں مہارت رکھتی ہیں۔ عصر حاضر میں مسلمان جدید علوم میں دیگر قوموں سے بہت پیچھے ہیں۔ اسلئے زوال کا شکار ہیں۔ سید جمال الدین افغانی کہتے ہیں:" صدیوں سے مسلمانوں نے علوم کو، مسلمانوں کے علم اور غیر مسلموں کے علم میں غلط طور پر تقسیم کر رکھا ہے۔ اس تقسیم نے مسلمانوں کو علوم جدیدہ کے خلاف ایک تعصب میں مبتلا کر دیا اور یہ کہ اسلام اور غیر مسلم تہذیب دو حریفوں کی طرح قائم ہو گئے ہیں۔"[36]

جاپانی لوگ 1886ء تک دیگر مشرقی ممالک کی طرح پسماندہ تھے لیکن جب انہوں نے یورپ کے علوم و فنون کو سیکھا تو پچاس سال کے اندر ہی انکے برابر آ گئے۔[37]

2.9 بہترین لیڈر شپ

قوموں کی زندگی میں لیڈر شپ بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر کوئی قوم اپنے لیے اچھا رہنما چنتی ہے تو وہ اسے آگے بڑھاتا ہے اور اگر برا رہنما چنتی ہے تو وہ اسے تحت الثریٰ میں گراتا ہے۔ فرعون نے اپنی قوم کی غلط رہنمائی کی اور اسے تباہی کے گڑھے میں گرا دیا۔ قوم کا صحیح رہنماء وہی ہو سکتا ہے جو دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم میں مہارت حاصل رکھتا ہو اور صاحب کردار بھی ہو۔[38]

قرآن مجید نے صحیح اور غلط رہنماؤں کی نشاندہی بڑی وضاحت سے کر دی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ علم اور صحت و جسم کے لحاظ سے بہتر ہو۔

---

[34] Engrisarahmad.wordpress.com/2019/05/03/قوموں-کے-عروج-و-زوال-کی-داستانیں

[35] Maududi, Abul-Alla, Tanqeehat(Masriq aur Magrib ki tehzeebi kasmakash par fiqr angeez maqalat) , Islamic publishers, Lahore,n.d, 7-8

[36] Afghani, Jala-ud-din , Al-Urwatul wathqa, Al-uloom wa al-qanoon, 48

[37] Asbab Zawal-e-Ummat, 46

[38] Ummat-e-muslima ka urooj-o-zawal(Asbab, Wajoohat, Tadrak),247-253

وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ[39] "اس نے اسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن و توش بھی (بڑا عطا کیا ہے) "

دوسری جگہ ارشاد فرمایا؛

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا[40] "اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے"

غلط رہنماوں کی نشاندہی کی کہ قرآن وسنت یعنی قوانین فطرت سے بے نیاز ہو کر رہنمائی کرتے ہیں اور اسے طرح قوموں کو تباہ کرتے ہیں۔ارشاد ہوا؛

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ[41] "اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا وہ (لوگوں) کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے۔"

کسی کو رہنما بنا کر اسکی پیروی میں چلنا قوموں کی زندگی میں معمولی بات نہیں ہوتی۔قیامت کے دن بھی اسکے بارے میں باز پرس ہونی ہے۔غلط رہنما آگے ہوں گے اور اپنے پیروں کاروں کو جہنم میں اتاریں گے۔دونوں ایک دوسرے کو لعنت وملامت کریں۔اسلئے کسی کو رہنما بناتے وقت قوموں کو ہزار بار سوچنا چاہیے۔

نبی اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إنما الإمام جنة يقاتل من ورائه ويتقى به، فإن امر بتقوى الله عز وجل، وعدل كان له بذلك اجر، وإن يامر بغيره كان عليه منه "[42]

"امام سپر ہے اس کے پیچھے مسلمان لڑتے ہیں ،کافروں سے (اور اس کی وجہ سے لوگ بچتے ہیں تکلیف سے) ظالموں سے اور لٹیروں سے (پھر اگر وہ حکم کرے اللہ سے ڈرنے کا اور انصاف کرے تو اس کو ثواب ہو گا اور جو اس کے خلاف حکم دے دے تو اس پر وبال ہو گا۔"

یاد رہے کہ برے یا احمق رہنما قوم کے زوال کا سب سے بڑا سبب ہوتا ہے۔قابل اور اصلاح وتربیت یافتہ حکمران ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دیتا ہے۔رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کا عہد اقتدار اسکی بہترین مثال ہے جس میں مسلمانوں نے بے پناہ ترقی کی اور نصف دنیا پر حکمران بنے۔اسلام سے قبل کی قوموں ایران،روم،یونان اور ہند کے زوال کا بڑا سبب ان کے نااہل حکمران تھے۔[43]

2.10. مقصد زندگی سے لگاؤ

وہی قومیں اس دنیا میں ہمیشہ رہتی ہیں جن میں اپنے مقصد زندگی کے ساتھ عشق ہوتا ہے۔جو اپنے مقصد کے لیے جانی، ذہنی، مالی اور جسمانی قربانیاں دینا جانتی ہوں۔ہمارا مقصد زندگی، دین فطرت دوسروں تک پہنچانا ہے۔اس سلسلے میں امت پر غفلت طاری ہے۔ہم قوت و طاقت اس دعوت دین کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔اسلام آسان اور فطرت کے مطابق دین ہے، اگر ہم اسے دوسرں تک پہنچانے کا عزم کریں تو پوری دنیا سے مسلمان اپنے وسائل لے کر اس طرف آ سکتے ہیں۔ہماری قوت وطاقت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ہمارے پاس ایک بڑی طاقت موجود ہے۔لڑے بغیر بھی دنیا کو فتح کیا جا سکتا ہے (اگرچہ اس کے لیے تیاری بہت ضروری ہے) مگر شرط یہ ہے کہ ہر فرد دلائل و اخلاق و کردار

39 Al Qur'ān, Al Baqarah 2:247
40 Al Qur'ān, Al-Anbiya 21:73
41 Al Qur'ān, Al Qasas 28:41
42 Saḥiḥ Muslim, Al-Imarah, 4772
43 Nadvi, Insani dunya par Muslimano k Urooj-o-zawal ka Athar,130-131

سے مسلح ہو کر اپنا یہ دین دوسروں تک پہنچانے کے لیے کمر باندھ لے اور امت مسلمہ اس سلسلے میں ہر قسم کے جائز اور جدید وسائل کو کام میں لائے۔

ارشاد باری تعالی ہے؛

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ " [44]

"تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔۔۔"

مسلم قوم کا نصب العین اس کی سیاسی تعلیمات اور ابتدائی قرون کے تعامل ہی سے سامنے آسکتا ہے جو اس کے عروج کا دور ہے، جس حد تک امت اس کے مطابق ہوا سے قوم کی بقاء اور ترقی باور کیا جائے گا اور اس میں اس کی ترقی مضمر ہو گی اور جس حد تک وہ اس سے ہٹی ہوئی ہو اسی کو اس کے لئے سبب تنزل قرار دے کر اس سے ہٹانے اور راستہ بدلنے کی سعی کی جائے گی، اس میں اس کا تنزل مضمر ہو گا۔ امت مسلمہ کے نصب العین اور وجہ تشکیل کا خلاصہ مختصر لفظوں میں اصلاح نفس کے ساتھ اصلاح عالم کو دعوت عام، اعلاء کلمۃ اللہ اور احیاء سنن انبیاء کے سوا دوسرا نہیں نکلتا۔ امت اسی راستہ سے آگے بڑھی اور اسی لائن سے دنیا کے خطے اس کے تابع فرمان ہوئے۔ دیانت وسیاست ہو یا تمدن و معاشرت، بین الاقوامی تعلقات ہوں یا جنگ و صلح، امن ہو یا بدامنی، سرمایہ داری ہو یا ناداری وہ اسے اختیار کئے ہوئے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کئے ہوئے ہیں تو اس صورت میں نہ اس کا استغناء باقی رہ سکتا ہے، نہ احسان وایثار، جو ان کے وجود کی اصل بنیاد تھا اور اس طرح ان کی قومیت ہی باقی نہیں رہ سکتی۔[45] صحیح مقصد زندگی سے عدم وابستگی، ترقی وعروج کے وسائل سے محرومی کا سبب بنتی ہے اور فساد فی الارض میں مبتلا ہوتی ہیں۔

2.11. اللہ کی مدد و نصرت

آخری بات یہ ہے کہ فتح و نصرت اور غلبہ اللہ کے پاس ہے۔ ہم اسکی مدد ہی سے دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ لہذا ہم میں سے ہر ایک کو اخلاص سے کام کرنا ہو گا اسکی رضا کی جستجو کرنا ہو گی، اس پر توکل کرنا ہو گا، اس کے ساتھ لو لگانا ہو گی، اسکے سامنے عاجزی کرنا ہو گی، اسکے سامنے جھکنا ہو گا اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں اسکی تابعداری کر کے اس سے قوت، طاقت اور صبر مانگنا ہو گا۔ جو بندے ان شرائط کو پورا کریں تو اللہ تعالی کہیں بھی انکو محروم نہیں کرتا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے؛

"ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ "[46]

"یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالی کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے" ایک اور جگہ ارشاد ہے

"وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ "[47] "اور اللہ کا ذکر خوب کثرت سے کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو "

---

[44] Al Qur'ān, 3:110

[45] Qasmi, Ghulam Nabi,& Qasmi, Muhammad Shakeeb, Hayat-e-Tayyab (R.A) (Hakeem-ul-Islam Muhammad Tayyab Sahib ki hayat e mubarika wa khidmat-e-Jallela ka mufaasal jaeza), Hujjat-ul-Islam Academy, Deoband, 2014, 1/86

[46] Al Qur'ān, Al-Anfal 8:53

[47] Al Qur'ān, Al-A'raf 7:45

ہماری جدوجہد اور عمل میں اخلاص وللّٰہیت ہو تو نصرت الٰہی کا حصول ہو گا۔ نبی صلی علیہ و آلہ وسلم کا فرمان ہے:

"إنما ينصر الله هذه الامة بضعيفها، بدعوتهم، وصلاتهم، وإخلاصهم "[48]

"اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد اس کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، صلاۃ اور اخلاص کی بدولت فرماتا ہے"

کرہ ارض کی کوئی قوم لے لو اور زمین کا کوئی ایک قطعہ سامنے رکھ لو، جس وقت سے اس کی تاریخ روشنی میں آئی ہے اس کے حالات کا کھوج لگاؤ تو تم دیکھو گے کہ اس کی پوری تاریخ کی حقیقت اس کے سوا کچھ اور ہے کہ وارث و میراث کی ایک مسلسل داستان ہے یعنی ایک قوم قابض ہوتی پھر مٹ گئی اور دوسری وارث ہو گئی۔ پھر اس کے لیے بھی مٹنا ہوا اور تیسرے وارث کے لیے جگہ خالی ہو گئی۔ یہاں خدا کا ایک اٹل قانون کام کر رہا ہے کہ؛

"أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ"[49] "اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے "

یعنی جماعتوں اور قوموں کے لیے یہاں بھی یہ قانون کام کر رہا ہے کہ انہی لوگوں کے حصہ میں ملک کی فرماں پذیری آتی ہے جو نیک ہوتے ہیں، صالح ہوتے ہیں۔ صلح کے معنی سنوارنے کے ہیں۔ فساد کے معنی بگڑنے اور بگاڑنے کے ہیں۔ صالح انسان وہ ہے جو اپنے کو سنوار لیتا ہے اور دوسرے میں سنوارنے کے استعداد پیدا کرتا ہے اور یہی حقیقت بد عملی کی ہے پس قانون یہ ہو کہ زمین کی وراثت سنورنے اور سنوارنے والوں کی وراثت میں آتی ہے۔ ان کی وراثت میں نہیں جو اپنے اعتقاد و عمل میں بگڑ جاتے ہیں اور سنوارنے کی جگہ بگاڑنے والے بن جاتے ہیں۔[50]

ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

"إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ "[51]

" واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی اچھی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی صلاحیت کی حالت کو نہیں بدلتے"

3. نتائج البحث

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ زندگی کے ہر شعبے کو اعلیٰ معیار کے مطابق گزارنے کے لیے قرآن اور حدیث سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم نے اسلام کے اصولوں کو اپنایا اور انتہائی شکست خوردہ قوم کو وقت کی ناقابل شکستہ قوم بنا دیا۔ جسطرح مختلف عوامل مل کر ایک قوم کو عروج ثریا مہیا کرتے ہیں اسی طرح متعدد عناصر مل کر قوم و معاشرہ کو اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتے ہیں۔ ملی انتشار، ملی یکجہتی کا فقدان، جدید علوم سے دوری، کمزور دفاعی قوت، طبقاتی تفاوت اور اخلاقی بگاڑ جیسے عوامل کسی بھی معاشرے کی تباہی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قوموں کی ترقی اور زوال کے جو اسباب و قوانین یہود و نصاریٰ کے لیے تھے وہی اصول امت مسلمہ کے لیے ہیں۔ لہٰذا ان قوانین کی پابندی کی جائے جس سے اقوام اور معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

---

48 Sunan Nasai, Al-Jihad, 3180
49 Al Qur'ān , Al-Anbiyah 21:105
50 Quran ka Qanoon: Urooj-o-Zawal, 73
51 Al Qur'ān, Ar-Ra'd 13:11

4. سفارشات و تجاویز

مقالے کے آخر میں مندرجہ ذیل تجاویز و سفارشات پیش کی جاتی ہیں؛

1۔ قوموں کے عروج وزوال کے حالات کے پیش و نظر مختلف اور متفق ہو سکتے ہیں۔ حالات کو مد نظر رکھ کر ان اسباب اور محرکات کو وقتاً فوقتاً واضح کرنا ضروری ہے تاکہ ان اسباب اور محرکات کو سامنے رکھ کر قوموں کی مشکلات کا تعین کیا جائے اور انکا حل تلاش کیا جائے۔

2۔ قوموں کو زوال سے بچانے کے لیے اخلاقیات کا بہت بڑا دخل ہے۔ اس لیے اخلاقی طور پر قوموں کی تربیت بہت ضروری ہے تاکہ کرپشن سے پاک معاشرہ قائم ہو۔

3۔ تعلیم وتربیت قوموں کے عروج میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں، اسکی طرف توجہ دینا بہت ضروری ہے۔ اس طرح قومیں تعلیمی اعتبار سے بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہوں گی۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)